میاں محمد بخشؒ کی شاعری میں فکرِ آخرت کی دعوت کا اسلوب : تجزیاتی مطالعہ

اللہ دتہ

Allah Ditta

M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies,
Lahore Garrison University, Lahore.

ڈاکٹر محمد وارث علی

Dr. Muhammad Waris Ali

Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
Lahore Garrison University, Lahore.

Abstract:

Mian Muhammad bakhash (H) was a mystic scholar who palyed his role to spread Islamic teachings through his character in subcontinent. He motivated the people to follow the right path and lead their lives remembering the world hereafter. The question arises how he succeeded in his mission to inculcate the spirit of islam in the people. The research has been conducted through studying the poetry of mian Muhammad bakhash (H-H) and analyzed what was the strategy which caused to bring a change in the people and they concentrated to his message and ebraced islam. The research can be concluded that mian Muhammad bakhash (H-H) preached the people by conveying the message of Allah through examples of cosmology and gave clear concept of hereafter.

Keywords: *Sultan Bahu, poetry, Thinking of Hereafter, preaching Islam.*

پنجابی زبان کے ممتاز صوفی شاعر حضرت میاں محمد بخشؒ اپنے آفاقی پیغام اور اعلیٰ فنی محاسن کے سبب عالمی سطح کے شاعروں میں شمار کیے جاتے ہیں۔تصوف میں آپؒ سلسلہ قادریہ کے جلیل القدر بزرگ تھے۔دین دار، پاک نفس اور باعمل صوفی ہونے کے ساتھ ساتھ آپ فقہ، حدیث اور تفسیر جیسے علوم دینیہ میں خصوصی مہارت رکھتے تھے۔پنجابی کے علاوہ اُردو فارسی اور عربی کے بھی مثالی فاضل تھے۔یہ درویش سیرت پنجابی زبان کی عظیم شعری روایت کی آخری کڑی ہیں جس کا آغاز حضرت بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ سے ہوا تھا۔

یوں تو حضرت میاں محمد بخشؒ کی کتابوں میں یا اُن کے کلام میں سوہنی مہینوال، تحفۂ میراں، شیخ صنعان شیریں فرہاد، تحفہ رسولیہ، قصہ شاہ منصور، سخی خواص خاں، مرزا صاحباں، ہدایت المسلمین، پنج گنج، ہیر رانجھا، گلزارِ فقر اور تذکرہ مقیمی جیسی شہرۂ آفاق تخلیقات شامل ہیں۔ لیکن اُن کو شہرت ''سیف الملوک'' سے ملی۔

''پنجابی صوفی بزرگانِ دین کی تعلیمات میں بے پناہ موضوعات قلم کاروں کی تحریروں کا موضوع بنے۔ حضرت محمد بخشؒ کی شاعری کے حوالے بالخصوص پنجابی کلام سیف الملوک پر مختلف انداز میں مؤلفین نے مضمون مقالے اور کلام کی شروحات لکھیں۔ حضرت میاں محمد بخشؒ کی شاعری میں فکرِ آخرت کا پہلو انتہائی دل چسپ اہم اور غیر معمولی ہے چونکہ دنیا کی زندگی انتہائی عارضی اور غیر مستحکم اور ناپائیدار ہے۔ صوفیاء کرام، صالحین، بزرگان دین اور علماء مشائخ نے اپنی تصانیف میں ہمیشہ دنیاوی زندگی کو نظرانداز کرنے اور اخروی زندگی کو اپنانے پر زور دیا ہے۔ صوفیاء کرام کی تعلیمات کا نچوڑ اور مرکزی خیال آخرت کی فکر رہا ہے۔''(۱)

اس طرح حضرت میاں محمد بخش رحمتہ اللہ علیہ کے کلام میں آخرت کی فکر جیسا کہ روزِ محشر جب قیامت کا دن ظہور پذیر ہوگا اس دن کے تمام احوال و معاملات حساب کتاب، پُل صراط، میزان، جنت دوزخ کے احوال یعنی تمام ضروری پہلوؤں پر میاں صاحب نے اپنے کلام میں بیان کیا ہے۔ آپؒ فرماتے ہیں:

مگر شکاری کرے تیاری بار چریندیاں ہرناں
جو چڑھیا اس ڈھینا اوڑک جو جمیا اس مرناں(۲)

ترجمہ: ''اس شعر میں میاں صاحب نے شکاری کا ذکر کیا ہے جو جنگل میں چرتے ہوئے ہرن کے پیچھے لگنے کی تیاری کر رہا ہے جو اوپر چڑھا ہے یعنی سوار ہوا ہے اس نے آخر نیچے گرنا ہے اور جو پیدا ہوا ہے اس نے آخر مرنا ہے۔''(۳)

میاں صاحب نے بڑے خوبصورت انداز میں تشبیہ دے کر ایک سبق دیا ہے جو سوار اپنی سواری پر سوار ہوتا ہے اس کو جب وہ اپنی لگام کے دائرے میں رکھے گا تو وہ سواری سے نہیں گرے گا اور وہ اپنی منزل تک پہنچنے میں کامیاب ہوگا اور اگر اس نے سواری ایسے بے لگام گھوڑے پر کی جس کی لگام اس کے ہاتھ میں نہ ہوگی وہ کسی طرح بھی اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکتا ہے وہ گرے گا اور ناکامی اس کا مقدر ہوگی اور اس طرح آخرت میں کامیاب سیدھا راستہ جس پر اللہ اور اس کے رسولؐ کی رضا حاصل ہو کامیابی کا راستہ ہوگا اور جو راستہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے برخلاف اعمال پر ہوگا وہ ناکامی کا راستہ ہوگا اور جو انسان پیدا ہوا اُسے آخر مرنا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ اس دنیائے فانی میں موجود ہر چیز کو فنا ہونا ہے۔ ہم میں سے ہر کسی نے ایک دن اس دارِ فانی سے کوچ کر جانا ہے۔ صرف رب ذوالجلال کی ذات ہی ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ اللہ رب العزت نے سورۃ الرحمٰن میں ارشاد فرمایا ہے:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ O وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ (۴)

''ہر کوئی جو بھی زمین پر ہے فنا ہو جانے والا ہے اور آپ کے رب ہی کی ذات باقی رہے گی

جو صاحبِ عظمت وجلال اور صاحبِ انعام واکرام ہے۔''

لوئے لوئے بھر لے کُڑیے ، جے تُدھ بھانڈا بھرنا
شام پئی بن شام محمد، گھر جاندی نے ڈرنا(۵)

اے نوجوان! اگر تو نے پانی بھرنا ہے تو ابھی روشنی میں ہی بھر لے۔ مطلب یہ کہ جو بھی نیک اعمال کرنے ہیں وہ ابھی (جوانی میں) کر لے۔ اے محمد (بخش) کہ محبوب کے بغیر شام ہو گئی تو گھر جاتے ہوئے ڈر لگے گا۔ مطلب یہ کہ نیک اعمال کے بغیر اپنے گھر (آخرت) کو جاتے ہوئے ڈر لگے گا۔

کاشف صاحب اس شعر کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس شعر میں میاں صاحب فرماتے ہیں کہ اے انسان تو زندگی کی ابتدا ہی سے آخرت کی تیاری شروع کر لے یعنی کہ تو وقت کو غنیمت جان کر دن کے طلوع سے غروب کے درمیان اپنے نیک اعمال کر لے اور دنیا اور آخرت میں سرخرو ہو جا ورنہ اخیر وقت پر تیرے پاس نیکی کرنے کا وقت ختم ہو جائے گا۔''(۶)

حضرت میاں محمد بخش کے اشعار کا نچوڑ فکرِ آخرت ہے کیوں کہ روزِ قیامت کسی لین دین کا معاملہ نہیں ہے کہ کسی طریقے سے خلاصی ہو، کوئی فدیہ بھی نہیں ہے کہ کوئی تمہارا بدلہ چکا دے۔ جو کچھ کرنا ہے اس دنیا میں کرنا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس دنیوی زندگی میں انسان کو آزمائش کے لیے ہی بھیجا گیا ہے، جیسا کہ سورۃ الملک میں ارشادِ خداوندی ہے:

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلاً(۷)

''موت اور زندگی کو اس لیے پیدا فرمایا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل کے لحاظ سے بہتر ہے۔''

دنیا ایک ایسی جگہ ہے جہاں آپ صرف سامان خرید سکتے ہیں اور یومِ حساب وہ دن ہے جس دن آپ کے پاس میزان میں اس سامان کا حساب ہوگا۔ یہ آپ پر منحصر ہے کہ یہاں سے کس طرح کا سامان خریدتے ہیں اگر اس دنیا سے لہو ولعب، تفاخر، دھوکا دہی، تعیش اور بداعمالی کا سامان ساتھ لے کر جائیں گے یومِ حساب اس کی وقعت روئی کے گالوں کے جیسی ہوگی جو بظاہر تو بہت زیادہ نظر آتے ہیں لیکن درحقیقت اس کا وزن کچھ بھی نہیں ہوتا۔ حضرت میاں محمد بخشؒ کے کلام کے اس شعر کا اصل مقصد آخرت کی فکر کر کے دنیا وآخرت میں کامیاب ہونا ہے۔

دُشمن مرے تے خُوشی نہ کریئے سجناں وی مر جانا
ڈِیگر تے دن گیا محمدؒ اوڑک نوں ڈُب جانا(۸)

ترجمہ: ''دشمن کے مرنے پر خوشی نہ کریں اس لیے کہ آپ کے دوست نے بھی ایک دن مر جانا ہے اور دوپہر کے بعد سورج نے جلدی غروب ہو جانا ہے۔''(۹)

صوفیا کرام کی تعلیمات کا اولین مقصد اللہ اور اس کے رسولؐ کی رضا حاصل کرنا ہوتا ہے۔ یہ تقویٰ، اخوت، بھائی چارہ، صبر وتحمل، بُردباری، فاقہ کشی، نفی اثبات کی لذت، ان کا طرۂ امتیاز ہوتی ہیں چوں کہ برصغیر میں کوئی نبی تشریف نہیں لائے

یہاں پر کفروشرک کا قفل صوفیا نے توڑ کر توحیدورسالت کی شمع روشن کی اور کروڑوں غیر مذاہب کے لوگوں کو اسلام کی دولت سے مالا مال کیا۔ برصغیر میں ذات پات کا نظام بہت مضبوط تھا۔صوفیا کرام نے چھوٹی ذات کے لوگوں کو اسلام کی دعوت پیش کی اور اُنھوں نے اسلام قبول کیا اور اُن کو بڑی ذات کے لوگوں کے ساتھ بٹھایا۔

عورت کو مقام دیا۔صوفیا نے عورت جو چھوٹے گھر کی ہوتی اُس کو بڑے گھر کی عورت کے ساتھ برابر کے حقوق دیے اور شادی بیاہ کی رسوم میں مساوات اور برابری کی سطح پر سلوک کیا۔

اَلَّذِیْ خَلَقَ ا لْمَوتَ وَالْحَیَاۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً وَھُوَا لْعَزِیْزُا لْغَفُورُ(۱۰)

''جس نے موت اور زندگی کو (اس لیے) پیدا فرمایا کہ وہ تمھیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل کے لحاظ سے بہتر ہے اور وہ غالب بڑا بخشنے والا ہے۔''

اللہ رب العزت نے انسان کو نہ صرف بے شمار مادی نعمتوں سے نوازا ہے بلکہ اُسے ایسی صلاحیتوں سے بھی بہرہ ور کیا ہے جو کسی دوسری مخلوق کے حصے میں بہت کم آتی ہیں۔

صوفیا کرام کی تعلیمات میں آخرت، حشر، قیامت کی فکر کا درس ملتا ہے۔صوفیا کرام نے اس میں انسان کی تربیت کا بندوبست کیا ہے اس میں یہ بتایا ہے کہ انسان مادیت پرستی میں آکر ہی موت کو نہ بھول جائے۔اس میں وہ خیال کرتا ہے کہ اگر میرا دشمن فوت ہو جائے تو میں آسانی سے اس کے دھن مال پر غاصبانہ قبضہ کرلوں لیکن یہ مومن مسلمان نے کبھی نہیں سوچا کہ اگر میں آج دشمن کے خلاف جو گزندانہ رویہ اختیار کروں گا تو کل کو میرا دشمن میرے ساتھ بھی ایسا سلوک کرے گا بلکہ مومن صرف امن کی بات کرتا ہے۔

الدنیا مزرعة الاخرة(۱۱) دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

یعنی اس زندگی میں جو کاشت کرنا ہے کرلے تمہاری زندگی کا سورج کچھ ہی لمحوں کے بعد غروب ہو جائے گا یعنی انسان کی زندگی کا سورج صبح طلوع ہوتا ہے اور شام کو غروب ہو جاتا ہے یہی انسان کی زندگی ہے۔

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

پینگاں بہت ہلارے چڑھیاں تڑٹ زمین تے جھڑیاں
کُڑیاں فیر نہ مڑیاں پیکے ساہوریاں چھک کھڑیاں
موتی کد ملِے مڑ سپاں ونج پئے وچہ لڑیاں
ڈگیاں پھلیاں خاکورلیاں پھر رکھیں کد چڑھیاں(۱۲)

ترجمہ:''جو پینگیں بہت بلندی تک جاتی ہیں ٹوٹ کر زمین پر آگرتی ہیں یعنی جو پیدا ہوا اس نے آخر مرنا ہے اور جو لڑکیاں ازدواجی زندگی سے منسلک ہو چکی ہیں ان کو سسرال والے لے گئے ہیں اب وہ وہیں کی ہو چکی ہیں وہ پھر لوٹ کے میکے نہیں آئیں گی، حضرت میاں صاحبؒ نے پھر تمثیل سے ایک آفاقی سبق اپنی شاعری میں دیا ہے کہ جو عورتیں شادی کے بندھن میں بندھ کر سسرال جاتی ہیں وہ دوبارہ واپس نہیں آتیں ہیں یعنی جو اس دنیا سے چلا جاتا ہے وہ واپس اس دنیا میں نہیں آتا اور آخرت ہی میں نیکی کے عِوض جب جنت میں

داخل ہوگا وہ کامیاب ہوگا۔''

مذکورہ بالا اشعار میں یہ واضح ہوا ہے کہ فکر کے لائق اصل شے آخرت ہے جو انسان اس فکر میں مصروف رہے گا، اس کے دُنیوی معاملات اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور لطف وعطا سے خود بخود ہی سُدھر جائیں گے۔ کیوں کہ آخرت کی بہتری کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو راستہ بتایا ہے وہ ایسا ہے کہ اس پر چلنے سے دنیاوی معاملات خود بخود درست ہوتے چلے جاتے ہیں اور حضورؐ نے دُنیا کی بے ثباتی اور فکرِ آخرت کے اسی تصور کو اُجاگر کرنے کے لیے ایک مقام پر ارشاد فرمایا۔

اذقمت فی صلاتک فصل صلاۃ مودّع(۱۳)

جب تم نماز میں کھڑے ہو تو اس طرح نماز ادا کرو جیسے آخری نماز ادا کر رہے ہو۔

مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں ہی میاں صاحب نے اشعار کہے ہیں یعنی کہ تم نے اگر نیک اعمال کیے تو تم نے دُنیا سے جانا ہے۔ اے انسان اور واپس بھی نہیں آنا تب تمام تمہارے اعمال آخرت کی فکر پر مبنی ہونے چاہییں۔

سورج دی اشنائیوں رِکیہ کجھ لدھا نیلو فرنوں
اُڈّ اُڈّ موئے چکور محمد ، سار نہ یار قمر نوں(۱۴)

ترجمہ: ''ان اشعار میں میاں محمد بخشؒ نے ایک آفاقی پیغام دیا ہے۔ فرماتے ہیں اگر تم (انسان) زندگی اللہ اور رسول کے بتائے ہوئے راستے پر گزارتے رہے اور ان مرغوب اشیا کو حرام ذرائع سے حاصل کرنے کی کوشش نہ کی تو یہ سب کچھ تمہیں مل جائے گا اور اگر تم سورج کی آشنائی اور مردار دنیا کے پیچھے لگے رہے۔ دنیا کمانے میں مصروف رہے، دنیا تو بے وفا ہے جیسے سورج کی آشنائی اور رفاقت نیلوفر کے پھول کے لیے بے وفا ہے اس کو علم نہیں کہ کنول کا پھول اس سے کتنی محبت کرتا ہے اس کو کوئی اس کی محبت کی فکر نہیں۔''(۱۵)

اس لیے یہ مادی دنیا نہ بھی ملی تو دائمی زندگی تو ضرور ملے گی۔ یہ دنیا اور اس کی ہر شے فانی ہے، اس کی پروا نہیں کرنی چاہیے۔ ہر قدم پر ہماری نظر باقی اور دائمی زندگی پر جمی ہونی چاہیے۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ وہ چاہتا ہے اُسے عزت واحترام اور جاہ وحشم حاصل ہو۔ چناں چہ اُسے یقین دلایا گیا ہے کہ اگر اُس نے اپنی دنیوی زندگی میں اسلامی تعلیمات کے مطابق اپنے فرائض اور بنی نوع انسان کے حقوق ادا کیے تو آخرت میں اُسے وہ قدر ومنزلت اور عزت افزائی حاصل ہوگی کہ احکم الحاکمین خود اور اس کے فرشتے اُسے سلام کہہ کر اسے عزت احترام سے سرفراز کریں گے پھر اس سے بھی بڑھ کر جنت میں اللہ رب العزت اپنا دیدار کرائے گا۔

دنیا کی بے ثباتی اور فکرِ آخرت

واضح رہے کہ آخرت کی زندگی کو بقائے دوام حاصل ہے۔ اگر چندروز کی زندگی کے پیچھے جیسے کنول کا پھول سورج کی ضیا کے پیچھے اور چوکور پرندہ چاند کی روشنی کے پیچھے چلا تو ناکام ہوا اس طرح انسان ناکامی اور شرمندگی سے بچنا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ نیلوفر اور چکور سے عبرت حاصل کر کے دنیا کی زندگی میں رہ کر آخرت کی تیاری کرے۔ اسے چاہیے کہ وہ نیکی، صبر، دیانت داری، فرض شناسی اور خشیتِ الٰہی اور اطاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اختیار کرے تو اس کے نتیجے میں انسان کو ایسی خوشگوار اور پرمسرت دائمی زندگی ملے گی جو کبھی ختم نہیں ہوگی۔ اس کے برعکس وہ شخص کتنا نادان، احمق اور کوتاہ نظر ہے جو یہ سودا

کرنے میں سُستی کا مظاہرہ کرتا ہے۔(۱۶)

نفس کُتے دے عیشاں اندر، غافل رہو نیائیوں
مظلوماں دی خبر نہ لئی آ، ہلّیوں نہ اِس جائیوں
مظلوماں دا ہتھ نہ پکڑے جے کر عدل شاہانہ
روزِ حشر دے شاہ چھلیسن کرسن کیہ بہانہ
ایسے پاپ کماون وِچوں کیہ تینوں ہتھ لگدا
کیہ لے جا سیں دنیا اُتو پھریں غریباں ٹھگدا
لِسے اُتے زور لگاون کم نہ زور آور دا
مویاں ہویاں نوں کیہ ماریں بے انصاف مردا(۱۷)

اشعار کا ترجمہ

شعر نمبر ۱: تو اپنے نفس کی عیش وعشرت میں مگن ہو کر انصاف کرنا بھول گئے ہو اور مظلوموں کی دادرسی نہیں کرتے اپنی جگہ سے ہلتے نہیں ہو۔

شعر نمبر ۲: اگر آج بادشاہی عدل نے مظلوموں کو سہارا نہ دِیا اور ان کی دادرسی نہ کی تو حشر کے دن ان سے اس کے بارے پوچھا جائے گا اس وقت یہ کیا بہانہ کریں گے۔

شعر نمبر ۳: وہ بندے جو غریبوں کو فراڈ لگاتے ہیں ان کو میاں صاحب کہتے ہیں کہ وہ تو پہلے ہی غریب ہیں ان کو فراڈ اور دھوکا دے کر کیوں گناہ کرتے ہو اور اس سے تمہیں کیا حاصل ہوتا ہے۔

شعر نمبر ۴: طاقت ور لوگوں کو کمزور لوگوں پر زور آزمائی نہیں کرنی چاہیے۔ جو پہلے ہی مرے ہوئے ہیں ان کو کیا مارنا جو ایسا کرے گا وہ بے انصاف ہی مرے گا۔

ڈاکٹر ظفر اقبال ان اشعار کی وضاحت ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ ’’مذکورہ بالا اشعار میں میاں محمد بخشؒ نے بے شمار پیغامات سے اُمتِ محمدی کی اصلاح کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس میں انسان کو اس بات سے آگاہ کیا ہے کہ خوفِ خدا اور خشیتِ الٰہی ہی اُخروی زندگی کی کامیابی کی ضامن ہیں۔ اگر انسان آخرت کی فکر کے جذبہ سے سرشار ہو کر مظلوموں غریبوں بے کسوں یتیموں کا حق نہ کھائے گا اُن کے حقوق صلب نہیں کرے گا اور خوف خدا رکھتے ہوئے اُن کی عزتِ احترام اور ذاتی عزت کا محافظ ہو گا یقیناً اللہ تعالیٰ روزِ حشر اسے کامیابی سے نوازے گا۔(۱۸)

جہنم کے مختلف مقام اور حشر کی ہولناکیاں

اگر اس نے اس کے برعکس کیا۔ آخرت کی فکر سے بے بہرہ رہا اور خوفِ خدا اور خشیتِ الٰہی اور حشر کی تابناکیوں کی پروا نہ کی تو انسان ناکام ہوگا۔ بددیانت اور بے انصاف حاکمِ وقت کے لیے جہنم کے مختلف مقام ہیں۔

سورۃ البقرۃ میں ارشاد خداوندی ہے:

فَاتَّقُواْ النَّارَ الَّتِیْ وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِيْن(۱۹)

ترجمہ: تو اس آگ سے بچو جس کا ایندھن آدمی (یعنی کافر) اور پتھر (یعنی ان کے بت) ہیں جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

سورۃ الحجر کی آیت نمبر۴۳ میں ارشاد ہے: وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ (۲۰) ترجمہ: اور بے شک اِن سب کے لیے وعدہ کی جگہ جہنم ہے۔ سورۃ الملک کی آیت نمبر 5 میں ارشاد ہوتا ہے: وَأَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ (۲۱) ترجمہ: اور ہم نے ان (شیطانوں) کے لیے دھکتی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ سورۃ المعارج کی آیات نمبر ۱۵۔۱۶ میں ارشاد ہوتا ہے۔ كَلَّا إِنَّهَا لَظَى o نَزَّاعَةً لِّلشَّوَى (۲۲) ترجمہ: ایسا ہرگز نہ ہوگا بے شک وہ شعلہ زن آگ ہے سر اور تمام اعضائے بدن کی کھال اُتار دینے والی ہے۔

سورۃ المدثر کی آیت نمبر ۲۶ تا ۳۰ میں ارشاد ہوتا ہے: سَأُصْلِيهِ سَقَرَ o وَمَا أَدْرَاكَ مَا سَقَرُ o لَا تُبْقِي وَلَا تَذَرُ o لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ o عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ (۲۳) ترجمہ: میں عنقریب اسے دوزخ میں جھونک دوں گا اور آپ کو کس نے بتایا ہے کہ سَقَر کیا ہے وہ (ایسی آگ جو) نہ باقی رکھتی ہے اور نہ چھوڑتی ہے (وہ) جسمانی کھال کو جھلسا کر سیاہ کر دینے والی ہے اس پر اُنیس (۱۹ فرشتے داروغہ ہیں) سورۃ القارعۃ میں ارشاد ہوتا ہے: وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ o فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ o وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ o نَارٌ حَامِيَةٌ (۲۴)

ترجمہ: اور جس شخص کے (اعمال کے) پلڑے ہلکے ہوں گے تو اس کا ٹھکانا ہاویہ (جہنم کا گڑھا) ہوگا اور آپ کیا سمجھتے ہیں کہ ہاویہ کیا ہے؟ (وہ جہنم کی) سخت دھکتی آگ (کا انتہائی گہرا گڑھا)۔

سورۃ الھمزۃ کی آیت نمبر۴ میں ارشاد ہوتا ہے: كَلَّا لَيُنبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ (۲۵) ترجمہ: ہرگز نہیں! وہ ضرور حطمہ (یعنی چورا چورا کر دینے والی آگ) میں پھینک دیا جائے گا۔ سورۃ الروم کی آیت نمبر۱۰ میں ارشاد ہوتا ہے: ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِينَ أَسَاؤُوا السُّوأَى أَن كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِئُون (۲۶) ترجمہ: پھر ان لوگوں کا انجام بہت بُرا ہوا جنہوں نے برائی کی اس لیے کہ وہ اللہ کی آیتوں کو جھٹلاتے اور ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ یہ جہنم کے مختلف نام ہیں جو قرآن مجید میں مذکور ہیں اور یہی جہنم کے مختلف طبقات ہیں اِن میں سب سے نچلا طبقہ منافقین کے لیے ہوگا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ فرمائے۔

زندگی کے بارے میں کہنے والوں نے بہت کچھ کہا ہے۔ صوفیا کرام کی تعلیمات میں دنیا کے بارے میں یہ واضح پیغام ہے کہ کائناتِ ہستی میں کسی نے دنیا کو کھیل تماشا سے تعبیر کیا تو کسی نے اسے چار دن کی چاندنی سے تشبیہ دی ہے۔ غرض کہ ہر شخص نے زندگی کو اپنے ذوق کے مطابق سمجھا۔ حضرت میاں محمد بخشؒ نے اپنی شاعری میں آخرت کے پہلوؤں کو اجاگر کرنے کا الگ اسلوب اپنایا ہے اس میں اُنہوں نے فرمایا کہ اے انسان تو نے اگر انصاف نہ کیا اگر کسی کا حق کھایا تو اپنی نفس پرستی کا غلام بنا رہا اگر تو غریبوں، مسکینوں، یتیموں پر دستِ شفقت کی بجائے اُن کا حق کھاتا رہا تو ناکام ہے۔

صاحبِ نظر اس بات سے اچھی طرح آگاہ ہیں کہ دنیاوی زندگی کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ میاں صاحب نے اپنی شاعری میں دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی فکر پر بہت زور دیا ہے۔ بالخصوص حقوق العباد میاں صاحب کے کلام کا اہم پہلو ہے اور ان کو پورا کرنا اور نیکی کے جذبہ سے سرشار ہو کر آخرت کی تیاری کرنا یہی صوفیا کی فکر ہے۔

دنیا کی زندگی کی کوئی حیثیت نہیں یہ تو محض اپنے مالک حقیقی کو راضی کرنے کا چھوٹا سا دورانیہ ہے۔ اس عارضی و بے ثبات زندگی میں جو شخص جس قدر اپنے رب کو راضی کرے گا، اسی قدر دائمی زندگی میں بلند مقام و مرتبہ پائے گا۔ اگر غور کیا جائے تو زندگی کی دولت نہ تو ہماری خوشی سے ہمیں ملی ہے اور نہ ہی اپنی مرضی سے واپس کر سکتے ہیں۔

فضل کریں تے بخشے جاون میں جئے منہ کالے
عدل کریں تے تھر تھر کمبن اُچیاں شاناں والے(۲۷)

ترجمہ: ''اگر تو رحم و فضل کریں تو میرے جیسے گناہ گار بھی بخشے جائیں اگر اے (خدا) تو نے انصاف کیا تو بڑے بڑے نیکوکار بھی کانپنے لگتے ہیں۔''(۲۸)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مَّعْرِضُوْنَ(۲۹) ''لوگوں کے لیے ان کے حساب کا وقت قریب آ گیا اور وہ غفلت میں پڑے اطاعت سے منہ پھیرے ہوئے ہیں۔''

''انسان ہمیشہ سے زندگی و موت، فنا و بقا حیات کے دائمی و عارضی ہونے کائنات کے عالم مادہ تک محدود ہونے یا غیر مادی جہان تک اس کے وسیع ہونے اپنے اندر غیر فانی اور پائیدار عنصر کی موجودگی اور سر چشمہ حیات و بقائے ابدی سے متصل ہونے کے بارے میں غور و فکر کرتا رہا ہے اور ابدی زندگی و لامحدود حیات کا حصول اور طبیعت کی حدود و قیود سے نجات پانا آرام و سکون و سعادت مطلق حاصل کرنا اور حیات طیبّہ اور عالم روحانیت میں زندگی گزارنا انسان کی وہ آرزوئیں ہیں جو ابھی تک اسے حاصل نہیں ہوئی ہیں۔(۳۰)

اس لیے ادیان الٰہی نے ''ہستی کے آغاز اور انجام کی شناخت و معرفت کرنے کو اپنی سب سے بڑی ذمہ داری قرار دیا ہے۔ ادیان الٰہی نے وحی کے ذریعے مذکورہ دونوں مخفی و پوشیدہ امور کو واضح آشکار کیا ہے۔ انسان نے بھی وحی و عقل میں سے کسی ایک کے ساتھ یا ان دونوں کی مدد سے ان مجہولات کو منکشف کرنے کی کوشش کی تاکہ ''مبدا و معاد'' کی معرفت کے سائے میں اپنی حقیقت سے آگاہ ہو سکے اور عظیم زندگی کے راستے پر گامزن ہو سکے۔

''یہی وجہ ہے کہ انسان دنیا کی حیاتی میں مبدا اور معاد کے سایہ تلے رہ کر اللہ کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کرتا ہے لیکن انسان چونکہ فطرتاً جلد باز ہے اس کو نہ چاہتے ہوئے بھی گناہ، نسیان کا رہوتے ہیں کیوں کہ جتنے انبیا کرام اور صالحین انسان دُنیا میں آئے اُنھوں نے مبدا اور معاد کے درمیانی سمندر پر کشتی کنارے لگانے کی کوشش کی آخر ہار کر اعمال کی خوش فہمی سے توبہ تائب ہو کر اللہ کی رحمت اور فضل کے طالب ٹھہرے اس لیے اُن پر یہ حقیقت منکشف ہو چکی تھی کہ اعمال کامیابی کیلئے ضروری تو ہیں لیکن اگر خدا کے عدل کا میزان انسان کے حساب و کتاب پر منعقد ہوتا ہے تو غیر اللہ کے فضل سے کامیابی ممکن نہیں ہے۔''(۳۱)

حضرت میاں بخشؒ نے اپنے کلام میں اللہ کی رحمت اور فضل کو کامیابی اور کامرانی کے لیے ضروری قرار دیا ہے۔ اگر قرآن ایک فائدہ مند برحق عقیدہ پیدا کرنے کے علاوہ اس کیفیت و ماہیت کے بارے میں بھی گفتگو کرتا ہے کہ دنیا نہایت عارضی

اورناپائیدار ہے اس میں دنیاوآخرت کے مسائل، دستور قوانین درج ہیں۔

حضرت ابوذر غفاری اکثر فرمایا کرتے تھے:

یاایھاالناس، انی لکم ناصح انی علیکم شفیق، صلوفی ظلمة اللیل لو حشة القبور، وصوموا الدنیا لحر یوم النشور، وتصددقوا مخافة یوم عسیریایھا الناس، انی لکم ناصح انی علیکم شفیق(۳۲)

ترجمہ: اے لوگو میں تمہارا خیرخواہ ہوں اور تم پر شفقت کرنے والا ہوں قبر کی وحشت سے بچنے کے لیے رات کی تاریکی میں نماز پڑھا کرو (یعنی نماز تہجد) یوم حشر کی گرمی سے بچنے کے لیے دنیا میں روزے رکھا کرو اور تنگی والے دن (قیامت) کے خوف سے بچنے کیلئے صدقہ کیا کرو۔ اے لوگو! میں تمہارا خیرخواہ ہوں اور تم پر شفقت کرنے والا ہوں۔

''حضرت میاں محمد بخش رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اگر تو نے ہمیں اپنی رحمت کے سایہ تلے نہ جگہ دی تو ہم آخرت کی ہولناکیوں سے کبھی نہیں بچ سکتے یا رب العالمین تو نے ہمارے اعمال نامے عدل وانصاف پر ماپے تو ہرگز ہم کامیاب نہیں ہوں گے تیری رحمت اور فضل سے ہماری کامیابی مشروط ہے کیوں کہ جب انسان فوت ہوجاتا ہے اسی وقت سے اس کا امتحان شروع ہوجاتا ہے یہ عارضی زندگی ختم اور دائمی زندگی کا آغاز ہوجاتا ہے حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا ہے۔''(۳۳)

اذا مات احدکم فقد قامت قیامته(۳۴)

تم میں سے جس کسی کی موت واقع ہوگئی تو اس کی قیامت (اُسی وقت) قائم ہوگئی۔

ارشاد خداوندی ہے:

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ(۳۵)

''لوگوں کے لیے ان کے حساب کا وقت قریب آپہنچا۔''

لہٰذا موت ہی قیامت کا اولین مرحلہ ہے اسی سے قیامت کا آغاز ہوگا۔ موت کے بعد مہلت ختم ہو جائے گی۔ دارالعمل موت سے پہلے تک ہے، اس کے بعد دارالجزا ہے کامیاب شخص وہی ہے جس نے موت کو یاد رکھا اور اس کے آنے سے پہلے اگلے مراحل کے لیے اپنی تیاری کی لیکن اس اہم بات کو کبھی نظرانداز نہیں کرنا چاہیے کہ میاں محمد بخشؒ نے اپنی شاعری میں فرمایا ہے اعمال تو ہوں لیکن اللہ کی رحمت اور فضل سے ہی ہم بخشیں جائیں گے اگر انصاف ہوا تو اس میں کامیاب ہونا بہت مشکل ہے کیوں کہ ہم ناتواں نادار گنہگار کمزور انسان ہیں ہم اللہ کے عدل کا سامنا نہیں کرسکتے ہیں۔ حضرت میاں صاحبؒ سیف الملوک میں ارشاد فرماتے ہیں۔

اُڈیا بھور اَسمانے چڑھیا آئیولیس بَو بہشتی
گیا ملاح محمد بخشاؒ چھوڑ شکستی کشتی(۳۶)

ترجمہ وتشریح: بھور (روح) نوں بہشت توں باس (خشبو) آئی تے اوہ اُڑ کے آسمانی جا

اُپڑیا۔اے محمد بخشؒ جیویں ملاح اپنی ٹٹی (شکستہ) کشتی کو چھوڑ کر چلا گیا ٹٹی کشتی سے مراد شکستہ بدن ہے اور ملاح روح کو کہا گیا ہے۔(۳۷)

جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

اکثروا ذکرھا ذم اللذات یعنی الموت(۳۸)

ترجمہ: لذات کو توڑنے والی چیز یعنی موت کا کثرت سے ذکر کیا کرو۔

جیسا کہ ایک روایت میں ارشاد فرمایا ہے:

اکثروا ذکر الموت فما من عبداکثرہ الا احیاالله قلبه، وھون علیه الموت(۳۹)

موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔ جو بھی شخص اسے کثرت سے یاد کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے دل کو زندہ کر دیتا ہے اور اس پر موت کی سختی کو آسان کر دیتا ہے۔

حضرت میاں محمد بخشؒ نے مندرجہ بالا شعر میں موت کی مثال دیتے ہوئے ملاح روح اور کشتی مٹی کا بدن ہے اس طرح موت کو یاد رکھنے کی تمثیل بیان کر کے اس موضوع کو میاں صاحب نے دلچسپ بنا دیا ہے۔انسان کو دنیا میں صرف آزمائش و امتحان کے لیے بھیجا گیا ہے تا کہ سب کو انفرادی طور پر آزمایا جائے اور اعمال کے نتیجے میں آخرت میں اسے بلند مقام سے نوازا جائے واضح رہے کہ موت کے بغیر اللہ تعالیٰ سے ملاقات ممکن نہیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نظام ہی اُس طرح سے ترتیب دیا ہے۔ موت درحقیقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی طرف پہلا قدم ہے اُس لیے موت قیامت کا مرحلہ اُولیٰ ہے موت کے بعد قبر کا مرحلہ قیامت تک ہے۔

ہُد ہُد چھُٹ گیا اس قیدوں چھک لگی سرکاری
شہر سَبا نوں ہویا رَوانہ کر کے تیز اُڈاری

شعر نمبر۲: جدوں سرکاری (رب دی) چھک لگی۔ تاں ہُد ہُد نوں اِس قید (پنجرے) توں نجات مِلی۔ہُد ہُد (روح) اُڈاری مار کے شہر سبا نوں روانہ ہویا۔(۴۰)

میاں محمد بخش رحمتہ اللہ علیہ نہایت عابد و زاہد تھے۔اُن کی شاعری میں فکر آخرت کا پہلو کسی نہ کسی صورت میں نظر آتا ہے چونکہ تعلیمات صوفیا کا پہلا موضوع فکر آخرت ہے صوفیا کرام نے ہمیشہ دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف پیش قدمی کا درس دیا ہے مندرجہ بالا شعر میں میاں صاحب نے انسان کو یہ درس دیا ہے کہ انسان کی روح ایک دن اس بدن خاکی سے آزاد ہو کر اللہ کی مقدس بارگاہ میں حاضر ہوگی اور نیک ارواح دنیا و آخرت سے بے نیاز اللہ کے حضور پیش ہو کر سرخرو ہوں گی اور روحِ اللہ کے غضب کا شکار ہو کر کے بے سکونی کی عمیق گہرائیوں میں کھو کر غضب الٰہی اور عذاب الٰہی کی مرتکب ہوگی، اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو جنت میں داخل کرنے کا وعدہ کیا ہے جس انسان نے دنیا میں رہ کر آخرت کی تیاری کی ہوگی اور آخرت کی فکر میں اپنے شب و روز گزارے ہونگے یہی پیغام میاں صاحب کے کلام سے ملتا ہے ارشاد ربانی ہے:

يَعْلَمُونَ ظَاهِراً مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُون(۴۱)

ترجمہ: وہ تو دنیا کی ظاہری زندگی کو ہی جانتے ہیں اور لوگ آخرت (کی حقیقی زندگی) سے

غافل بے خبر ہیں۔

قرآن مجید میں ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

ترجمہ: اے میری قوم! یہ دنیا کی زندگی بس (چند روزہ) فائدہ اٹھانے کے سوا کچھ نہیں اور بے شک آخرت ہی ہمیشہ رہنے کا گھر ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت انسؓ سے حضرت امام بخاریؒ روایت کرتے ہیں:

واللہ، لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا و لبکیتم کثیرا(۴۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی قسم! جو میں جانتا ہوں اگر تم جان لیتے تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ۔

کالے اِک اِک وِچھڑ چلے گورے خط لیائے

بنھو بھار تیار سفر دا کوچ سنیہے آئے

شعر نمبر ۳: میاں صاحب فرماندے نیں کہ چٹے وال دنیا وچ آئے ایس مسافر دے لئی موت دا سنیہا نیں تے ایہہ چٹے وال آکھدے نیں کہ تیاری پھڑ اَگلے جہان دی۔(۴۳)

حضرت ابوذر غفاری اکثر فرمایا کرتے تھے:

یایھا الناس، انی لکم ناصح، انی علیکم شفیق، صلوا فی ظلمۃ اللیل لوحشۃ القبور، وصوموا الدنیا لحر یوم النشور، وتصدقوا مخافۃ یوم عسیر، یایھا الناس، انی لکم ناصح، انی علیکم شفیق(۴۴)

اے لوگو! میں تمہارا خیر خواہ اور تم پر شفقت کرنے والا ہوں۔ قبر کی وحشت سے بچنے کے لیے رات کی تاریکی میں نماز پڑھا کرو (یعنی تہجد ادا کیا کرو) یوم حشر کی گرمی سے بچنے کے لیے دنیا میں روزے رکھا کرو اور تنگی والے دن (روز قیامت) کے خوف سے بچنے کے لیے صدقہ کیا کرو۔ اے لوگو! میں تمہارا خیر خواہ اور تم پر شفقت کرنے والا ہوں۔

میاں صاحب نے اپنے کلام میں قرآن و حدیث کی روشنی میں اپنے اشعار تحریر فرمائے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جب انسان پیدا ہوتا ہے تو اس دن سے اس کی عمر کم ہونا شروع ہو جاتی ہے اور موت قریب آنا شروع ہو جاتی ہے اس وجہ سے ہمارے نبیؐ کی زندگی سے یہی سبق ملتا ہے کہ اے ایمان والو! موت تمہارے بہت قریب ہے اور تم نے اگر قبر حشر اور آخرت میں کامیاب ہونا ہے تو ارکانِ اسلام پر عمل کیا کرو نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ دیگر عبادات کو اپنی زندگی کا معمول بنا لو تا کہ تم دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو جاؤ۔

حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اور حقوق العباد میں سب سے پہلے خونِ ناحق کا حساب لیا جائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں: موت سے قبل کی زندگی بہت آسان اور موت کے بعد کی زندگی بہت مشکل ہے۔ آپ سفید بالوں کا بہت حیا کرتے تھے کیونکہ سفید بال موت کی گھنٹی ہوتے ہیں۔(۴۵)

عزرائیل فرشتہ آیا لے کے حکم جنابی

پڑھیا شاہ عشق دا کلمہ دِتی جان شتابی

شعر نمبر۴: ''انسان کی زندگی فانی ہے اس لیے حضرت عزرائیل فرشتہ اللہ کے حکم سے انسان کی روح کو قبض کرنے کیلئے (اللہ کا پیغام لے کر آتا ہے اور روح قبض کر کے خدا کے ہاں چلا جاتا ہے۔''(۴۶)

میاں محمد بخش رحمتہ اللہ علیہ کی شاعری میں فکر آخرت کا پہلو بہت خوبصورت بیان کیا گیا ہے اس شعر میں میاں صاحب نے حضرت عزرائیل کی آمد اللہ کے حکم سے اور حضرت انسان کی زندگی کے ختم ہونے پر روح قبض کرنا اور اللہ کے حضور پیش کرنا ہے اور جب انسان اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے تو اپنے ساتھ اپنے اعمال کا رجسٹر ساتھ لے کر جاتا ہے اور نیکی اور بدی میزان پر تولی جاتی ہے اور نیکی کا بدلہ جنت اور بدی کا بدلہ عذاب الٰہی ہے اس طرح میاں صاحب نے عزرائیل فرشتہ کو موت کا گھنٹہ علامتی طور پر استعمال کر کے فکر آخرت کا درس دیکر اُمت مسلمہ کی اُخروی کامیابی کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔

روز قیامت شفاعت محمدی اور ہمارے اعمال

اللہ رب العزت نے انسان کو نہ صرف بے شمار مادی نعمتوں سے نواز ہے بلکہ اُسے ایسی صلاحیتوں سے بھی بہرہ ور کیا ہے جو کسی دوسری مخلوق کے حصے میں بہت کم آئی ہیں اگر انسان اس مختصر دُنیوی زندگی کو منزل مقصود بنا کر بیٹھ گیا اور ابدی و اُخروی زندگی کی تیاری نہ کی تو مرنے کے بعد ندامت کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا ہمارے اس خسارے کی وجہ یہ ہوگی کہ ہم نے دُنیا کی زندگی حاصل کرنے کو مقصد بنائے رکھا وہ اصل مقصد کو فراموش کر بیٹھے۔

''اللہ تعالیٰ کے حضور قیامت کے دن ساری مخلوق کو حساب و کتاب کے لیے تین سو (۳۰۰) سال کی طویل مدت تک سخت دھوپ میں کھڑا ہو کر انتظار کرنا پڑے گا جب خوف و ہراس سے سب کے کلیجے منہ کو آرہے ہوں گے اور یہ پیشی کا دن ہوگا۔ اس موقع پر حضورؐ کی شفاعت پر اہل قیامت کا حساب شروع ہوگا۔''(۴۷)

روزِ قیامت کو متقین کے لیے نہ کوئی خوف ہوگا نہ کوئی غم ہوگا اُس دن دُنیاوی تعلقات دوستیاں ختم ہو جائیں گی لیکن اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے قائم کی گئی سنگتیں برقرار رہیں گی۔ روز حشر کی ان حشر سامانیوں میں بھی یہ دوستیاں ہی کام آئیں گی جو صالحین کی ہوں گی۔ الغرض میاں محمد بخشؒ فرماتے ہیں جب انسان کی بحکم خدا حضرت عزرائیلؑ روح قبض کریں گے تو اس کے بعد عمل کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔

موتی کد مِلے مڑ سِپّاں وَنج پئے وچ لڑیاں
ڈِگیاں پھلیاں خاکو رَلیاں فیر رُکھیں کد چڑھیاں(۴۸)

شعر نمبر۵: ''جو موتی ہاراں وچ پرودتے جاون اوہ سپیاں وچ واپس پرت کے کدآ سکدے نیں۔ تے جو پھلیاں اِک واری رُکھاں توں تھلے زمین تے ڈِگ پین اوہ مڑ واپس درخت اُتے کیویں چڑھ سکدیاں نیں۔ ایہوای جسم تے روح دے وچھوڑے دی مثال اے جے اِک واری روح جسم چوں اُڈاری مار جاوے تے اس وجود دا دوسرے وجود نالوں وچھوڑا اوی برحق اے۔ ہر کسے نے دوجے توں کدی نہ کدی ضرور وچھڑنا اے۔ اولاد تو مائی باپ نیں۔ بھیناں بھراواں نیں تے خاوند تو بیوی نیں اصل جڑت اوس رب دی ذات نال ای ہونی

چاہی دی اے۔'' (۴۹)

حضرت میاں محمد بخش رحمتہ اللہ نے بڑی خوب صورتی کے ساتھ روح کی جدائی بیان کی ہے۔اس شعر میں میاں صاحب نے موت کا برحق ہونا اور اُخروی زندگی کی طرف پیش قدمی آخرت اور دنیا کی زندگی کا وجود بیان کرتے ہوئے اس بات کو واضح کیا ہے کہ آخرت موت کے بعد کا جہان ہے اگر انسان ایک دفعہ موت کے عمل سے گزر جاتا ہے تو واپسی کی کوئی گنجائش نہیں۔تمثیل کے ساتھ میاں صاحب نے موتی اور سپی کی مثال دی ہے درخت کے پھل یا پھلیاں جو درخت سے ایک بار الگ ہو جائے تو اسکی واپسی کی قطعی طور پر گنجائش نہیں ہوتی۔اس دنیا کو آخرت کی کھیتی قرار دیا ہے دُنیا میں انسان رہ کر دُنیا کی زندگی میں نا ختم ہونے والی زندگی کی تیاری کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو یہ اس کی بڑی کامیابی ہے کیوں کہ اس میں واپسی کی قطعی طور پر اُمید نہیں ہوتی اگر ایک دفعہ مومن مسلمان دنیا کے بہکاوے میں آ گیا تو پھر ناکامی اور ذلت اس کا مقدر بن جاتی ہے۔

حضرت فرید عطار فرماتے ہیں ''معرفت اسکا نام ہے کہ دُنیا کی قدر دل میں نہ ہو اور اس سے دل کو خالی رکھو۔''

اے پسر از آخرت غافل مباش
با متاعِ ایں جہاں خوش دل مباش
ذر بلیات جہاں صاد باش!
گاہِ نعمت شاکر جبار باش!(۵۰)

اے صاحبزادے فکر آخرت سے غافل نہ رہ۔اس جہاں کے سامان زینت سے دل بستگی نہ کر۔دنیا کے سرد گرم پر راضی برضا رہ اور ہمیشہ خدا کی نعمتوں کا شکر کرتا رہ۔

جے لکھ واری عطر گلاباں دھوئیے نت زباناں
نام اوہناں دے لائق ناہیں کیہ قلمے دا کاناں(۵۱)

شعر کا ترجمہ ضمیر جعفری: ''بے شک عطر گلاب سے دھوئیں لاکھوں بار قلم کو اس اعزاز کے لائق کب کہ ان کا نام رقم ہو۔'' (۵۲)

شعر کا ترجمہ شفیع عقیل: ''اگر لاکھوں بار عطر سے دھوتے رہیں تو بھی یہ زبان ان کا نام لینے کے قابل نہیں ہوتی پھر سر کنڈے کے اس قلم کی کیا حیثیت ہے۔'' (۵۳)

ایک لاکھ مرتبہ بھی گلاب کے عطر سے زبان ہم ہمیشہ اپنی زبان دھوتے رہیں تو تب بھی ہماری زبان ان کا نام لینے کے قابل نہیں ہوسکتی۔پھر بھلا اس نڑے،سرکنڈے کے اس قلم کی کیا حیثیت ہے۔

حضرت میاں محمد بخشؒ نے بشانِ مصطفیٰ ﷺ، عزت رسول ﷺ ناموس رسالت ﷺ کو ملحوظ خاطر رکھنا اپنی تحریری سرگرمیوں میں کتنا ضروری قرار دیا ہے اور دنیا و مافیہا میں جتنی اللہ نے مخلوقات پیدا کی ہیں اُن کے دل میں عظمت رسول ڈال کر تخلیق فرمایا ہے۔بالخصوص حضرت انسان کو یہ باور کروایا ہے کہ اے مومنو! میں نے تم پر احسان فرمایا کہ اپنا محبوب تم میں مبعوث فرما دیا اور دنیا و آخرت کی کامیابی تحفظ ناموس رسالت میں مضمر ہے۔اپنی جان، مال، اولاد، والدین سے عزیز تر قوم قدم پر محتاط رویہ شان مصطفیٰ ﷺ پر یہ آخرت کی کامیابی کی کُنجی ہے۔

''اگر ہم اس صورت حال کا تحقیقی جائزہ لیتے ہیں تو یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ

مسلم اُمہ کی بربادی کی بنیاد ہمارے قلوب سے عشق رسول اور تحفظ ناموسِ رسالت کے جذبہ کے اظہار میں سستی ہے اور قلوب سے فکر آخرت کا نکل جانا ہے بلا شبہ عشق رسول اور ناموس رسالت کی روشنی میں فکر آخرت اور خوفِ الٰہی کے جذبہ کی نشوونما امت کی بقا حیات کیلئے ناگزیر ہو چکی ہے۔''(۵۴)

اگر صحیح معنوں میں اس فلسفہ کا ادراک ہو جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ مسلمان خود احتسابی کرتے ہوئے اپنے احوال کو درست نہ کر لیں۔اسی لیے قرآن وحدیث میں شدومد سے فکر آخرت اور محبت رسولؐ فکر آخرت کی بنیادی اساس کے مضمون کو بیان کر کے ہمیں اور اُمتِ مسلمہ کو باور کرایا جائے کہ دنیا میں کیے گئے اپنے ہر عمل کا حساب قیامت کے دن دینا پڑے گا۔

لکھ ہزار بہار حسن دی خاکو وچ سمانی
لا پریت محمد جس تھیں جگ وچ رہے کہانی(۵۵)

شعر کا ترجمہ ضمیر جعفری:

خاک کے اندر خاک ہونی ''چن چہروں'' کی تابانی
کر وہ پریت محمد جس سے جگ میں رہے کہانی(۵۶)

شعر ترجمہ ظفر مقبول:

جس کی ہزار اور لاکھ بہار ہو یہ آخر خاک میں سما جائے گی اے مُحمّد! تو عشق و محبت اختیار کر کہ جس سے جہان میں تیری کہانی رہ جائے۔(۵۷)

میاں صاحب نے اپنی شاعری کے اندر موضوعات کا سمندر رکھا ہے۔اس شعر میں وہ فرماتے ہیں کہ انسان پیدائش سے لے کر موت تک کی حیاتی میں لاکھ اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو لطیف انداز میں استعمال کرے اگر وہ اللہ کی نعمتوں کو اللہ اور اس کی رضا حاصل کرنے کیلئے جائز طریقہ سے بروئے کار لائے اور نہ ختم ہونے والی زندگی کو کامیاب کر کے جنت الفردوس میں مقام حاصل کرے۔دنیا میں بڑے سلطان سکندر، پیر پیغمبر سارے یہ جہان چھوڑ کر اپنے انجام تک پہنچے اس لیے میاں محمد بخشؒ نے بڑے خوبصورت انداز میں فکر آخرت کا انسانیت کو درس دیا ہے کہ اصل کامیابی محبت رسول اور اطاعت رسول پر عمل پیرا ہو کر آخرت کی لافانی زندگی میں کامیابی حاصل کرنا ہے اور یہی صوفیا کرام کی تعلیمات کا بنیادی محور اور مرکز رہا ہے۔

دنیا آخرت کی کھیتی

اس طرح اُمت مسلمہ نے جب تک روزِ جزا کی ہولناکیوں کو اپنے سامنے رکھا، تب تک وہ خوف الٰہی کے زیر اثر اصلاح احوال میں کوشاں رہی۔اہل اسلام جیسے جیسے حُبِّ دنیا شیطان کے شر اور نفس کے فتنے میں گرفتار ہوتے چلے گئے ویسے ویسے اِن کے دل و دماغ سے فکر آخرت ختم ہوتی چلی گئی۔اب صورتِ حال یہ ہے کہ زبانی سطح پر تو وہ قیامت کے برپا ہونے کا اقرار کرتے ہیں لیکن مجموعی طور پر ان کے اعمال سے یہ عیاں نہیں ہوتا کہ انہیں نہ تو آخرت کی کوئی پرواہ ہے اور نہ ہی خوفِ الٰہی دامن گیر ہے۔

رب العالمین دیکھنا چاہتا ہے کہ انسان اس کی نعمتوں کو پا کر بھلا کیا رویہ اختیار کرتا ہے اور اپنی خداداد صلاحیتوں کو کس طرح بروئے کار لاتا ہے۔اس طرح اللہ نے انسان کو پیدا کیا اور موقع فراہم کیا کہ کون نیک اعمال کر کے کامیابی سے جنت

حاصل کرتا ہے۔ دنیا کی بے ثباتی کی تصویر اِن الفاظ میں کھینچی گئی ہے۔

مان نہ کریئے روپ گھنے دا وارث کون حسن دا
سدا نہ رہسن شاخاں ہریاں سدا نہ پھُل چمن دا
سدا نہ لاٹ چراغاں والی سدا نہ سوز پتنگاں
سدا نہ ڈاراں نال قطاراں رہسن کد کلنگاں
سدا نہیں ہتھ مہندی رتے سدا نہ چھنکن ونگاں
سدا نہ چھوپے پا محمد رل مل بہنا سنگاں(۵۸)

اشعار کا ترجمہ

خوب صورت گھنیرے روپ کا فخر نہ کر، حسن کسی کی جاگیر نہیں یہ سرسبز شاخیں ہمیشہ نہیں رہیں گی۔ نہ چمن کا پھول ہی ہمیشہ رہے گا، نہ ہمیشہ چراغوں کی روشنی رہے گی نہ ہمیشہ پرانے دیپ جلیں گے اور نہ ہمیشہ کلنگ (پرندے) قطار اندر اُڑیں گے، نہ ہمیشہ ہاتھوں میں حنا کی سُرخی رہے گی، اور نہ ہمیشہ چوڑیاں کھنکیں گی، نہ ہمیشہ ہاتھوں میں ہم جولیاں ترنجن میں بیٹھ کر سوت کاتیں گی اور نہ ہمیشہ یار دوست باہم مل بیٹھیں گے۔

دنیا فانی ہے جو کل تھا وہ آج نہیں ہے بڑھاپا جب آنا شروع ہوتا ہے تو انسان کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اب میں نے ایک نہ ایک دن عنقریب اس دارِفانی کو چھوڑ کر خدا کے حضور پیش ہونا ہے اور اپنے اعمال کا حساب دینا ہے اور جس شخص نے دنیا کی انتہائی قیمتی اور مختصر زندگی میں اسوۂ حسنہ پر عمل کیا ہوگا جس نے شریعت محمدیؐ کو اپنا شعار زندگی بنایا ہوگا جس نے دنیا میں رہ کر آخرت کی تیاری کی ہوگی اور جس نے ہمیشہ فکر آخرت کے دامن میں اپنے شب و روز تمام کیے ہوں گے وہ کامیاب ہونگے۔ میاں محمد بخشؒ فرماتے ہیں دنیا کی زندگی ناقص ہے اور آخرت کی زندگی کامل ہے جو کل تھا وہ آج نہیں ہے جو آج ہے وہ کل نہیں ہو گا۔ میاں صاحبؒ نے اسی لیے فرمایا ہے کہ انسان کو وقتی مسرّتوں اور فضول مشاغل میں وقت ضائع کرنے سے منع کرتے ہیں اور ابدی سکون حاصل کرنے کے لیے نیک اعمال کرنے کی تلقین فرماتے ہیں کیوں کہ مرنے کے بعد نیک اعمال ہی کام آتے ہیں اس طرح اگر انسان نے اللہ کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل نہ کیا تو ناکامی اسکا مقدر ہوگی۔(۵۹)

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

> **أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُo حَتَّى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ o كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ o ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ o كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ الْيَقِينِ o لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ o ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ o ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ** (۶۰)
>
> تمھیں کثرت مال کی ہوس نے مرنے (آخرت) سے غافل کر دیا۔ یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہنچے۔ ہرگز نہیں! (مال و دولت تمھارے کام نہیں آئیں گے) تم عنقریب (اس حقیقت کو) جان لو گے۔ پھر (آگاہ کیا جاتا ہے) ہرگز نہیں! عنقریب تمھیں (اپنا انجام) معلوم ہو جائے گا۔ ہاں ہاں! کاش (مال و زر کی ہوس اور اپنی غفلت کے انجام کو) یعنی علم کے ساتھ تو جانتے (تو دنیا میں کھو کہ آخرت کو اسطرح نہ بھولتے) تم (اپنی حرص کے نتیجے

میں) دوزخ کوضرور دیکھ کر رہو گے۔ پھر تم اسے ضرور یقین کی آنکھ سے دیکھ لوگے۔ پھر اس دن تم سے (اللہ کی) نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا (کہ تم نے انہیں کہاں کہاں اور کیسے کیسے خرچ کیا تھا)۔

''مال و دولت کی حرص، دنیا کی لالچ، لہو و لعب، زیب و زینت اور دنیا کے تفاخر سے لالچ پیدا ہوتا ہے۔ جیسے جیسے مال آتا جاتا ہے ویسے ویسے ہوس بھی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ مال کے اندر بذاتِ خود ایک خاصیت ہے کہ یہ جتنا خود بڑھتا ہے اتنا ہی ہوس کو بڑھاتا ہے چنانچہ کثرت مال کی ہوس اور فخر نے انسان کو موت اور آخرت سے غافل کر دیا ہے یہاں تک اُسے قبر میں جا پہنچایا۔ اس لیے میاں صاحب نے فرمایا کہ دنیا کا جاہ و جلال ہمیشہ نہیں رہتا اور دنیا انسان کو برائی کی طرف بلاتی ہے لیکن انسان کو خوف خدا خشیت الٰہی اور فکر آخرت کو اپنی زندگی میں عملی طور پر شامل کر لینا چاہیے اس میں ہماری کامیابی مضمر ہے۔''(۶۱)

میاں صاحب دنیا کی ناپائیداری کے بارے میں فرماتے ہیں:

سدا نہ رسد بازاراں وِکسی سدا نہ رونق شہراں
سدا نہ موج جوانی والی سدا نہ ندیئیں لہراں
سدا نہ تابش سورج والی جیوں کر وقت دوپہراں
بے وفائی رسم محمد سدا ایہو وچ دہراں
حُسن مہمان نہیں گھر باری کی اس دا بھرماناں
راتیں لتھا آن سِتھولے فجری کوچ بولاناں
سنگ دے ساتھی لدی جاندے اساں بھی ساتھ لداناں
ہتھ نہ آوے فیر محمد جاں ایہہ وقت ویہناناں
سدا نہیں مرغابیاں بہناں سدا نہیں سر پانی
سدا نہ سیاں سیس گنداون سدا نہ سُرخی لانی
لکھ ہزار بہار حُسن دی خاکو وچہ سمانی
لا پریت محمد جس تھیں جگ وچہ رہے کہانی(۶۲)

اشعار کا ترجمہ

''شعر نمبر۱: ہمیشہ بازاروں میں کھانے پینے کی چیزیں نہیں بکیں گی، سدا بازاروں میں رونق نہیں رہے گی، ہمیشہ جوانی اور ولولہ نہیں ہوگا، سدا دریاؤں میں لہریں نہیں اُٹھیں گی۔

شعر نمبر۲: سورج کی شدت ہمیشہ دوپہر جیسی نہیں ہوگی، اے محمد بے وفائی زمانے کی ہمیشہ رِیت رہی ہے۔

شعر نمبر۳: حسن چند دن کا مہمان ہے پھر اس پر ناز کیسا، یہ ایسا مسافر ہے جو رات کو آیا صبح

روانہ ہو گیا۔
شعر نمبر۴: ہمارے ہم عمر ساتھی ایک ایک کر کے رُخصت ہو رہے ہیں۔ ہمیں بھی کوچ کرنا ہے۔ اے محمد! جب یہ وقت بیت گیا تو ہاتھ نہیں آئے گا۔
شعر نمبر۵: سدا مرغابیاں پانی میں نہیں تیریں گی، ہمیشہ تالابوں میں پانی نہیں ہو گا، عورتیں ہمیشہ گیسو نہیں سنواریں گی نہ ہونٹوں پر سُرخی لگائیں گی۔
شعر نمبر۶: حسن کے لاکھوں جلوے خاک میں مل کر خاک ہو جائیں گے۔ اے محمد! ایسی پریت لگا جس سے تمہاری کہانی ہمیشہ باقی رہے۔'' (۶۳)

دنیا کی زیب و زینت عارضی اور فانی ہے

حضرت میاں محمد بخشؒ نے اس حقیقت کو اپنے مندرجہ بالا اشعار میں واضح کیا ہے کہ انسان نے ہمیشہ اس دنیا میں نہیں رہنا دنیا کی زیب و زینت عارضی اور فانی ہے مختلف تمثیلات سے آخرت کی سچائی اور حقیقت واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔

اے میری قوم! یہ دنیا کی زندگی بس (چند روزہ) فائدہ اٹھانے کے سوا کچھ نہیں اور بے شک آخرت ہی ہمیشہ رہنے کا گھر ہے۔

دیکھا جائے تو زندگی کا فیصلہ کُن مرحلہ موت ہے حضرت میاں صاحب فرماتے ہیں کہ ہمیشہ اس فانی کائنات میں انسان کا مسکن نہیں رہے گا اس طرح دنیاوی زندگی کا فیصلہ کُن مرحلہ موت ہی ہے۔ میاں صاحب اس لیے بڑی سنجیدگی سے فکر آخرت کا جذبہ شاعری میں تبلیغ فرمایا ہے کہ جب اولیا اللہ فکر آخرت میں ہوتے تو ان پر گریہ طاری ہو جاتا اور وہ عذاب سے خوف زدہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بخشش کے طلب گار ہوتے تھے۔ وہ مردانِ حق اپنی زندگیاں آخرت کے عذاب کے خوف میں اللہ کی رحمت اور بخشش کی امید یعنی خوف ورجا کو یک جا کر کے گزارتے تھے۔ ہم نے دین کی تعلیمات کو فراموش کر دیا ہے۔ کچھ خالص خوف والے ہو گئے اور کچھ خالص رجا والے ہو گئے۔ ہم لوگ الا ماشاء اللہ صرف امید ہی امید رکھتے ہیں۔

یہ امر ذہن نشین رہے کہ اعمالِ صالح خوف ورجا خشیتُ و محبت، تقویٰ، قیام اللیل، صدق و اخلاص، ریاضت و مجاہدہ کے بغیر بیڑا پار نہیں کرایا جا سکتا۔ میاں محمد بخش رحمتہ اللہ نے فرمایا کہ یہ دنیا جائے عمل ہے یہاں پر انسان سدا نہیں رہے گا۔ میاں صاحب نے اپنے کلام میں بالخصوص پنجابی شاعری میں قدم قدم پر اس بات کو باور کروایا ہے کہ اے انسان تو نے اس دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا ہے۔ یہ انتہائی مختصر سی زندگی ہے اس میں انسان رہتے ہوئے سنجیدگی کے ساتھ آخرت کی فکر کو ذہن کے باغیچوں میں سجائے اور فکر آخرت کے جذبہ کو مضبوط کرے اور نیک اعمال پر ثابت قدم رہے۔

حضرت میاں محمد بخشؒ فرماتے ہیں صوفیانہ تعلیمات کو اپنی زندگیوں میں شامل کریں اور لائبریریوں میں اپنے اصلاف اور اکابرین کی کتابیں پڑھیں جیسے، کشف المحجوب، فتوح الغیب، الفتوحات الربانیہ، غنیۃ الطالبین، الرسالتہ القشیریۃ، قوت القلوب، عوارف المعارف اور سر الاسرار وغیرہ جیسی تصانیف کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ حضرت میاں محمد بخشؒ نے فرمایا ہے کہ یہ تمام تصانیف اسلام کے علمی اثاثے ہیں اور خوف وخشیت، تقویٰ وطہارت، قیام اللیل، صدق و اخلاص اور زہد و تقویٰ کے بغیر بیڑا پار نہیں ہے۔

حوالہ جات

۱۔ حمیداللہ ہاشمی، پروفیسر، میاں محمد بخشؒ، لاہور: مکتبہ جدید پریس، ۲۰۰۳ء، ص:۴
۲۔ میاں محمد بخشؒ، سیف الملوک، ص:۴۱
۳۔ ابوالکاشف قادری، شرح کلام میاں بخشؒ، لاہور: مطبوعہ مشتاق بک کارنر، ۲۰۰۹ء، ص:۴۳۳
۴۔ الرحمٰن ۵۵:۲۶۔۲۷
۵۔ میاں محمد بخشؒ، سیف الملوک، ص:۲۹
۶۔ ابوالکاشف قادری، شرح کلام میاں محمد بخشؒ، ص:۳۴
۷۔ الملک ۶۷:۲
۸۔ میاں محمد بخشؒ، سیف الملوک، ص:۷۸

9. SaeedAhmad, Great, Sufi Wisdom Mian Muhammad Bakhsh, Rawalpindi, 2003, P:11

۱۰۔ الملک ۶۷:۲
۱۱۔ ابنِ حجر عسقلانی، فتح الباری شرح صحیح بخاری، جلد:۱۷، لاہور: دارنشر الکتب، ۱۹۸۴ء، ص:۲۳۰
۱۲۔ ایضاً، ص:۴۲
۱۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ج:۵، رقم الحدیث:۲۳۵۴۵، ص:۴۱۲
۱۴۔ فقیر محمد فقیر، سیف الملوک، لاہور: مکتبہ الفیصل، ۱۹۶۱ء، ص:۴۱
۱۵۔ حمیداللہ ہاشمی، پروفیسر، میاں محمد بخشؒ، لاہور: مکتبہ جدید پریس، ۲۰۱۳ء، ص:۱۲۱
۱۶۔ طاہرالقادری، ڈاکٹر، شیخ الاسلام، مراحلِ آخرت، ۲۰۱۸ء، ص:۵۹۴
۱۷۔ میاں محمد بخشؒ، سیف الملوک، ص:۴۴
۱۸۔ ظفر اقبال، ڈاکٹر، ترجمہ سیف الملوک، لاہور: مکتبہ دانیال، س ن، ص:۵۳
۱۹۔ البقرۃ ۲:۲۴
۲۰۔ الحجر ۱۵:۴۳
۲۱۔ الملک ۶۷:۵
۲۲۔ المعارج ۷۰:۱۵۔۱۶
۲۳۔ المدثر ۷۴:۲۶۔۳۰
۲۴۔ القارعۃ ۱۰۱:۸۔۱۱
۲۵۔ الھمزۃ ۱۰۴:۴
۲۶۔ الروم ۳۰:۱۰
۲۷۔ میاں محمد بخشؒ، سیف الملوک، ص:۵۰

28. Saeed Ahmad, Great, Sufi Wisdom Mian Muhammad Bakhsh, P:18

۲۹۔ الانبیا،۲۱:۱
۳۰۔ امام خمینی، معاد، لاہور: مکتبہ رضا،ص:۹
۳۱۔ ایضاً،ص:۱۱۔۱۲
۳۲۔ بیہقی، شعب الایماں، ج:۶، ص:۳، حدیث رقم:۴۱۲
۳۳۔ حمیداللہ ہاشمی، پروفیسر، میاں محمد بخشؒ، ص:۴۲
۳۴۔ دیلمی، مسند الفردوس، ج:۱، ص:۲۸۵، حدیث رقم:۱۱۱۶
۳۵۔ الانبیا،۲۱:۱
۳۶۔ میاں محمد بخشؒ، سیف الملوک، ص:۵۱
۳۷۔ ظفر مقبول، ڈاکٹر، ترجمہ سیف الملوک، لاہور: مکتبہ دانیال، س ن، ص:۵۲
۳۸۔ ترمذی، السنن، ج:۴، ص:۵۵۳، حدیث رقم:۲۳۰۷
۳۹۔ نسائی، السنن، کراچی، ج:۲، ص:۴، حدیث رقم:۱۸۲۴
۴۰۔ اختر جعفری، ڈاکٹر، سید حضرت محمد بخشؒ حیاتی تے شاعری، لاہور: مقصود پبلشرز، ۲۰۰۷ء، ص:۲۵
۴۱۔ الروم۳۰:۷
۴۲۔ بخاری، الصحیح، کتاب المغازی، باب غزوہ اُحد، ج:۴، ص:۱۴۸۶، حدیث رقم:۳۸۱۶
۴۳۔ ابوالکاشف قادری، شرح کلام میاں بخشؒ، ص:۴۱
۴۴۔ بیہقی، شعب الایمان، ج:۶، ص:۴۱۲، حدیث رقم:۳۹۲۴
۴۵۔ طاہرالقادری، ڈاکٹر، شیخ الاسلام، مراحلِ آخرت، لاہور: منہاج القرآن اکیڈمی پرنٹرز، ۲۰۱۸ء، ص:۲۱۷
۴۶۔ حمیداللہ ہاشمی، پروفیسر، میاں محمد بخشؒ، ص:۳۱
۴۷۔ طاہرالقادری، ڈاکٹر، شیخ الاسلام، مراحلِ آخرت، لاہور: منہاج القرآن اکیڈمی پرنٹرز، ۲۰۱۸ء، ص:۲۱۲
۴۸۔ ایضاً، ص:۵۵
۴۹۔ حمیداللہ ہاشمی، پروفیسر، میاں محمد بخشؒ، ص:۱۸۳
۵۰۔ اشرف علی تھانوی، مولانا، حکیم الامت، دنیاوآخرت، لاہور: مکتبہ العربیہ، ۱۹۸۵ء، ص:۱۱۱
۵۱۔ محمد بخش، میاں، سیف الملوک، لاہور: مکتبہ الفیصل، ۱۹۶۱ء، ص:۲۶
۵۲۔ ضمیر جعفری، من میلہ، اسلام آباد: مطبوعہ لوک ورثہ اشاعت گھر، ۱۹۸۰ء، ص:۳۵
۵۳۔ شفیع عقیل، ترجمہ سیف الملوک، کراچی: مطبوعہ انجمن ترقی اُردو پاکستان، ۱۹۹۰ء، ص:۴۰
۵۴۔ طاہرالقادری، شیخ الاسلام، مراحلِ آخرت، لاہور: منہاج القرآن اکیڈمی، پرنٹرز، ۲۰۱۸ء، ص:۷۸
۵۵۔ میاں محمد بخشؒ، سیف الملوک، ص:۳۶
۵۶۔ ضمیر جعفری، من میلہ، ص:۳۲۷
۵۷۔ ظفر مقبول، ڈاکٹر، ترجمہ: سیف الملوک، لاہور: مکتبہ دانیال، س ن، ص:۱۰۷۳

۵۸۔　میاں محمد بخشؒ، سیف الملوک، ص:۲۲

۵۹۔　حمیداللہ ہاشمی، پروفیسر، میاں محمد بخشؒ، ص:۱۷۳

۶۰۔　التکاثر ۱۰۲:۱۔۸

۶۱۔　طاہر القادری، ڈاکٹر شیخ الاسلام، مراحلِ آخرت، ص:۲۴۳

۶۲۔　میاں محمد بخشؒ، سیف الملوک، لاہور: مکتبہ الفیصل، ۱۹۶۱ء، ص:۲۴

۶۳۔　انور مسعود، ترجمہ: سیف الملوک، لاہور: مطبوعہ محکمہ اطلاعات، ثقافت امورِ نوجوانانِ حکومت پنجاب، ۲۰۰۹ء، ص:۳۴

☆......☆......☆